REVIEW OF CRIME, PEACE AND SOCIETY
ISSN (O): 3079-6105, ISSN (P): 3079-6091
Vol. 3, No. 3, 2026, 11-21

# Parental Perceptions of Disciplinary Practices in *Deeni Madaris*: A Qualitative Study from District Orakzai, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan

BILAL HUSSAIN [1], Dr. QAISAR BILAL[2], & Dr. FARHAD ULLAH

## Abstract

Islam is a universal religion and a comprehensive code of life founded upon the principles of monotheism (Tawheed), justice, morality, and the welfare of humanity. Allah Almighty appointed Prophet Muhammad (PBUH) as the final Prophet and Messenger and sent him as a guide for all mankind. After the commencement of his Prophet hood, when he began preaching Islam in Makkah, he faced intense opposition, persecution, and social pressure from the Quraish and other polytheistic tribes. In such delicate and challenging circumstances, the Prophet (PBUH) adopted a highly prudent, gradual, and context-sensitive strategy for the propagation of Islam, in which confidentiality played a fundamental role.

During the initial phase, the message was conveyed within a limited circle; Dar al-Arqam was established as a center for education, training, and religious instruction; newly converted Muslims were provided with intellectual and spiritual development; and the emerging Muslim community was safeguarded from the conspiracies and hostility of its opponents. These measures formed an integral part of the Prophet's strategic approach. Significant events of the Makkan period, particularly the Migration to Abyssinia (Hijrat e Habsha) and the Pledges of Aqabah, serve as prominent examples of this carefully planned and confidential strategy. Through the migration to Abyssinia, the lives, faith, and religious freedom of Muslims were protected, while the First and Second Pledges of Aqabah were conducted with great caution and discretion. These pledges laid the foundation for the establishment of an Islamic society in Madina and, subsequently, the formation of the Islamic state.

These measures clearly demonstrate that the purpose of confidentiality was not to conceal the message of Islam, but rather to ensure its protection, stability, and effective dissemination. This strategic approach later paved the way for the Hijrah to Madinah, the establishment of the Islamic state, and the widespread expansion of Islam. The present study, entitled "The Role of Confidentiality in the Successful Da'wah Strategy of the Prophet (PBUH) During the Makkan Period," presents a scholarly and analytical examination of how confidentiality contributed to the success, organization, and consolidation of the Islamic mission in Makkah, and explores the guidance and lessons it offers for contemporary da'wah movements..

**Article History**
Received 15 April 2026
Revised 25 June 2026
Accepted 24 June 2026
Published 30 June 2026

OPEN ACCESS

**Keywords**
*Prophet (PBUH), Makkan Period , Successful Da'wah Strategy , Secrecy , Muslim Community.*

**رازداری کی لغوی تعریف:**

رازداری (Privacy) سے مراد کسی فرد، ادارے یا معلومات کو غیر مجاز رسائی، استعمال یا افشا ہونے سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ ایک بنیادی حق سمجھا جاتا ہے جس کے تحت ہر شخص اپنی ذاتی معلومات پر کنٹرول رکھنے کا حق رکھتا ہے۔ جیسا کہ علامہ مناویؒ لفظ ِسِر کا معنی لکھتے ہیں:

1 PhD Scholar, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakista. bilalhussain@kust.edu.pk

2 Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan. qaisarbilal@kust.edu.pk

3. Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Kohat University of Science and Technology (KUST), Kohat, Pakistan. dr.farhadullah@kust.edu.pk

السِّرُّ ما أَخْفَيْتَ، وجمعُه أَسْرَارٌ۔[3]

"سِر اسے کہاجاتاہے جس کو آپ چھپاتے ہیں،اس کی جمع اسرار ہے۔"

ابن منظورافریقی ؒ لفظ سِر کا معنی یوں بیان کرتے ہیں :

السِّرُّ: الحَدِيثُ المُكْتَتَمُ في النَّفْسِ۔[4]

سِر دل میں پوشیدہ بات کو کہتے ہیں۔

**مکی دور میں رازداری کا کردار :**

سیرت میں نبی آخرالزمان کی عادات، اخلاق، کردار اور پوری زندگی کے مختلف پہلو شامل ہیں۔ نبی آخرالزمان نے جن رازوں کو لوگوں کے سامنے لانا مناسب سمجھا، انہیں ظاہر فرمایا، اور جن باتوں کو پوشیدہ رکھنا ضروری تھا، انہیں راز میں رکھا۔

مدینہ میں دس سال کے عرصے میں اسلام بہت تیزی سے پھیلا اور ایک وسیع علاقے تک پہنچ گیا۔ اس کامیابی میں اچھی منصوبہ بندی، درست معلومات حاصل کرنا اور اہم باتوں کو راز میں رکھنا بھی شامل تھا۔ ایک قائد کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی حکمتِ عملی کو محفوظ رکھے۔ یہ بات خصوصی طور پر توجہ دینے کے قابل ہے کہ یہ سب اس زمانے میں ہوا جب آج کی جدید ٹیکنالوجی موجود نہیں تھی۔

نبی آخرالزمان کی زندگی ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ نبی آخرالزمان کس طرح ناسازگار حالات میں اپنے کام کو دانائی ، حکمت اور صبر کے ساتھ آگے بڑھایا ۔آپؐ کی زندگی ہمارے لیے ہر میدان میں رہنمائی کا ذریعہ ہے، چاہے روزمرہ کے معاملات ہوں یا اہم فیصلے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ کامیاب رہنما خود بھی راز دار ہوتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی راز محفوظ رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر اہم باتیں بلاوجہ دوسروں تک پہنچ جائیں تو کسی جماعت یا تحریک کی طاقت کمزور ہو سکتی ہے۔ اس لیے راز داری، امانت داری اور احتیاط کامیابی کے لیے بہت اہم ہیں۔محمد راکان الدغمی رقمطراز ہیں :

وَكَانَ لِلرَّسُولِ العُيُون مَحَلِيَة فِي الْمَدِينَةِ وَعُيُونَ فِي الْمَكَّةِ الْمُكَرَّمَةِيَطَّلِعُوْنَهُ عَلَى كُلِّ صَغِيرَةٍ وَكَبِيرَةٍ.[5]

"نبی آخرالزمان کے مدینہ میں بھی مخبر (خبر پہنچانے والے لوگ) تھے اور مکہ مکرمہ میں بھی، جو نبی آخرالزمان کو ہر چھوٹی بڑی بات اور حالات سے باخبر رکھتے تھے۔"

بریگیڈئیر گلزار احمد لکھتے ہیں :

حضور اقدس ﷺعسکری خبروں کو اپنی تحویل میں رکھتے تھے۔ [6]

**مکی دور اور رازداری:۔**

آپ ﷺ کا مکی دور راز داری پر مبنی تھا، مندرجہ ذیل بات سے ہر آدمی بآسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مکی دور میں نبی آخرالزمان نے اپنے ساتھیوں کو راز محفوظ رکھنے کے بارے میں جو تربیت دے چکے تھے ۔ سلامت ہرفی اسے اپنے الفاظ میں یوں بیان کرتے ہیں :

لَقَدْ حَرَّضَ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسّلامُ مُنْذُبِدَايَةِ دَعْوَتِهِ عَلَى تَرْبِيَّةِ أَتْبَاعِهِ عَلَى حِفْظُ الْأَسْرَارِ مَهمَا صَغْرَ وَ تَعْوِيدِهِمْ عَلَى عَدَمِ إِفْشَائِهَا لِلصَّدِيقِ أَوِ الْعَدُوِّ وَ ضَرَبَ الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ مِنْ رِجَالٍ وَنِسَاءٍ وَ أَطْفَالٍ أَرْوَعُ الْأَمْثِلَة لِهَذِهِ التَّرْبِيَّة.[7]

نبی آخرالزمان نے اسلام کی دعوت کے آغاز ہی اپنے ساتھیوں کو رازداری کی تعلیم سے کیں۔ نبی آخر الزمان چھوٹے اور بڑے صحابہؓ کو یہ سکھاتے تھے کہ اہم باتوں کو محفوظ رکھنا چاہیے اور انہیں دوسروں تک نہیں پہنچانا چاہیے۔ اس تربیت کی وجہ سے مرد، عورتیں اور بچے سب راز کی حفاظت کرنے والے بن گئے تھے اور دوست یا دشمن کے سامنے کوئی راز ظاہر نہیں کرتے تھے۔

ایک اور روایت کے مطابق، مکہ کے زمانے میں جب مسلمانوں کو کفار کی طرف سے بہت تکلیفیں دی جاتی تھیں،ایسی صورتحال میں نبی آخرالزمان نے اپنے ساتھیوں کی حفاظت کے لئے ممکنہ تدبیر اختیار فرماتے۔ نماز کے وقت ایک ہی جگہ پر اکھٹے ہو کرادا کرنے سے منع فرماتےتاکہ قریش کو مسلمانوں کی تعداد اور حالت کا صحیح اندازہ نہ ہو سکے۔ اس طرح مسلمان دشمنوں کی اذیتوں سے محفوظ رہتے تھے اور کفار کو انہیں دینِ اسلام سے ہٹانے کا موقع نہیں ملتا تھا۔اس سےیہ ثابت ہو گیا کہ نبی آخرالزمان اپنے ساتھیوں کی حفاظت اور اہم معاملات کی رازداری کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔[8]

---

3المناوی، عبدالرؤوف بن تاج العارفین،التوقیف علی مہمات التعاریف ، بیروت: دارالکتب العلمیہ،1410 ھ، ج۱ ، ص۲۰۴

4ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، ادب الحوزہ، 1405ھ،ج۴ ، ص357

5محمد راکان الدغمی ، التجسس واحکامہ فی الشریعۃ السلامیہ ، دار السلام للطباعۃ والنشر ، بیروت 1985ء ، ص58

6گلزار احمد ، بریگیڈئیر (ر) ، غزوات رسول اللہ ﷺ حصہ پنجم ، مکتبہ المختارگلستان کالونی ، راولپنڈی1992ء ، ص201

7یحیٰی بن شرف الدین نووی ، ریاض الصالحین ، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی س ۔ ن ، ص551

8سلامت محمد حرفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، دار النشر ، ریاض س ۔ ن ، ص195

سردار عالم ﷺ نے شروع ہی سے اپنے ساتھیوں کور از داری کا درس دیا اور سب کو اس کا پابند بنایا کہ افشائے راز سے ہر حالت میں اپنے آپ کو بچائیں اس کا واضح ثبوت دار ارقم کی رازداری میں موجود ہے ۔ ابتدا میں ایمان والوں کو بھی بیعت اولیٰ اور ثانیہ میں یہی سبق سکھایا گیا۔

**دعوت اسلامی کے ابتدائی ایام میں رازداری:**

رسول اللہ ﷺ ہر کام بہت سوچ سمجھ کر، احتیاط اور راز داری کے ساتھ کرتے تھے۔ نبوت کے ابتدائی زمانے میں بھی سردار عالم ﷺنے اسلام کی دعوت کا کام خفیہ طور پر کیا، جس کی وجہ سے دشمنوں کی مخالفت اور ان کے پروپیگنڈے سے کافی حد تک حفاظت رہی۔

اسلام کے ابتدائی تین سال دعوت و تبلیغ کا کام خاموشی اور احتیاط کے ساتھ جاری رہا۔ اس دوران نبی آخرالزمان لوگونایک ایک فردکو اسلام کی دعوت دیتے تھے اسی طرح یہ پیغام ایک شخص سے دوسرے شخص تک پہنچتا تھا۔ اس حکمتِ عملی کی بدولت ایک مضبوط اور مخلص جماعت تیار ہوئی، جو بعد میں اسلام کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنی۔[9]

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ۔[10]

"پس آپ کو جو حکم دیا جا تاہے اسے کھل کر لوگوں تک پہنچا دیجیے، اور مشرکوں کی مخالفت و اعتراضات کی پروا نہ کیجیے۔"[11]

اس اعلان کے بعد سردار عالم ﷺ نے علی الاعلان اسلام کی دعوت کا کام شروع کر دیا۔ نبی آخرالزمان خود بھی کفارتک اسلام کا پیغام پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے اور اپنے صحابہؓ کو بھی اس کام کی ترغیب دیتے تھے۔ تا کہ اسلام کی تعلیمات زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچیں۔

اسی روش کو برقرار رکھتے ہوئے نبی آخرالزمان نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں تک دین کی باتیں پہنچائیں اور اسلام کی تعلیمات کو عام کریں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی آخرالزمان خود دعوتِ دین کے کام کو بہت اہمیت دیتےاور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے۔

وَ عَلَيْكَ بِالْعَلَانِيَّةِ وَإِيَّاكَ وَالسّر۔[12]

یعنی نبی آخرالزمان کو یہ حکم تھاکہ کھلے عام لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں اور اسے چھپا کر نہ رکھیں۔ اس ہرگز مراد یہ نہیں کہ نبی آخرالزمان نبوت کا پیغام خفیہ طور پر دیتے تھے، بلکہ مراد یہ ہے کہ ابتدائی دور میں بعض عبادات اور دینی کام احتیاط کے ساتھ انجام دیے جاتے تھے۔

اس وقت مسلمانوں کو سخت مخالفت اور تکلیفوں کا سامنا تھا، اس لیے اپنی حفاظت کے لیے بعض معاملات میں احتیاط کی جاتی تھی۔ لیکن دینِ اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچانا سردار عالم ﷺ کا کھلا اور واضح مشن تھا۔ [13]

چوں کہ ابتدائی دور میں اسلام کمزور تھا تو نبی آخرالزمان نے اپنے ساتھیوں کو اسلام اور عبادات کو خفیہ رکھنے کا حکم دیا اور جن صحابہ کو اسلام خفیہ رکھنے کا حکم دیا تھاوہ از راہ شفقت تھا نہ کہ لازمی حکم تھا۔ [14]

صحابہ کرامؓ کا وادیوں اور پہاڑوں کے دامن میں جمع ہو کر نماز ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے دینی معاملات میں احتیاط کرتے تھے اور اپنے راز محفوظ رکھنا چاہتے تھے۔ اس زمانے میں مسلمانوں کو سخت مخالفت کا سامنا تھا، اس لیے وہ اپنی عبادات اور اجتماعات میں احتیاط سے کام لیتے تھے۔

راز داری صرف جنگ کے میدان تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی اہمیت ہے۔ ایک کامیاب اور سمجھ دار انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہم باتوں کو محفوظ رکھے اور مناسب وقت پر ہی ظاہر کرے۔

**رازداری کے لئےمرکز کا انتخاب:**

نبی آخرالزمان گھریلو زندگی کے معاملے میں عظیم رہنما تھےنبی آخرالزمان نے اپنی زندگی کے ذریعے امت کو بہترین راستہ دکھایا کہ زندگی کیسے گزاری جائے۔ آپ ﷺ نے ایسا عملی طریقہ سکھایا جس سے یہ واضح ہو گیا کہ اپنے ہم خیال ساتھیوں کی تعداد کیسے بڑھائی جائے اور مشکل و نازک حالات میں مشورہ دینے والی جماعت کو کیسے منظم اور مضبوط رکھا جائے۔ اس بات کی اہمیت دارارقم کے کردار سے لگائی جا سکتی ہے۔

**دار ارقمؓ کا خفیہ اور محفوظ طریقے سے دعوتی کام میں کردار:**

---

[9] محمد حمید اللہ ، ڈاکٹر ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ، دارالاشاعت اردو بازار ، کراچی 1961ء ، ص72

[10] الحجر ، 47

[11] ابو عبد اللہ ، محمد بن ابی بکر جوزی ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد ، مؤسسۃ الرسالہ ، بیروت 1979ء ، ج3 ، ص12

[12] کتاب السنۃ لابن ابی عاصم ، 2/255 ، مجلۃ الجوث الاسلامیۃ ، ش 82 ، الرماسۃ للجوث الاسلامیۃ ، ریاض 1428ھ ، ص316

[13] محمد خیرطالب ، ڈاکٹر، الجہاد والقتال فی السیاۃ الشرعیۃ ، دار ابن حزم ، دمشق 1996ء ، ص379

[14] محمد الخضری ، شیخ ، نور الیقین فی سیرۃ المرسلین ، مطبع اصح المطابع ، بمبئی ، س ۔ ن ، ص30

نبی کریم ﷺ کی کوششوں سے دارارقم مسلمانوں کی خفیہ دینی سرگرمیوں کا ایک اہم مرکز بن گیا تھا۔ وہاں آنے جانے والے لوگ بہت احتیاط اور رازداری سے کام لیتے تھے تاکہ کسی کو ان کی سرگرمیوں کا علم نہ ہو۔ دارِ ارقم کے اس اہم کردار کے بارے میں سلامت ہر فی لکھتے ہیں:۔

فكان يجتمع مع أتباعه في دار الأرقم بن أبي الأرقم بِطَرِيقَة سِرّيةٍ دُونَ أن تكشف قريش ذَالِك وَ نَحْنُ حَتَّى اليوم لا تَعْلَمُ مَا كَانَ يَدُورُ فِي تِلک الدار اثناء اجتماع الرسول عليه الصلوة والسلام باتباعه و لا نعرف نوعية الموضوعات التي تطرح و كيف كانت تدار الجلسات وكيف كانت تنظم الحراسة وكيف كانوا يصلون إلى الدار و فی أی الأوقات إلى غير ذالك من الامور و هذا إِنْ دلَّ عَلَى شَيْءٍ فَانَّما يدل على حرص الرسول عليه الصلوة والسلام على السريةِ وَ الْكِتْمَانِ.[15]

نبی کریم ﷺ صحابہ کرامؓ سے دارِ ارقم میں خفیہ طور پر ملاقات کرتے تھے تاکہ قریش کو ان ملاقاتوں کا علم نہ ہو۔ آج ہمارے پاس اس بات کی تفصیل موجود نہیں کہ ان ملاقاتوں میں کن موضوعات پر گفتگو ہوتی تھی، یہ مجالس کیسے منعقد ہوتی تھیں، ان کی حفاظت اور رازداری کا انتظام کس طرح کیا جاتا تھا، اور لوگ کس وقت اور کس طریقے سے وہاں پہنچتے تھے۔ یہ سب باتیں اس حقیقت کی طرف لی جاتی ہے کہ نبی آخرالزمان راز داری کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔

حضرت سعید بن زیدؓ کے بیان سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی آخرالزمان نے دار ارقم کو خفیہ دعوت کے مرکز کے طور پر استعمال کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے تقریباً ایک سال تک اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا، یہاں تک کہ ہم ایک بند گھر کے اندر نماز ادا کرتے تھے۔ [16]

حافظ عراقی دار ارقم کی اجتماعی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| و اتخذ النبي دار الارقم | للصحب مستخفين عن قومهم |
| وقيل كانوا يخرجون تترى | الى الشعاب للصلواة سرا |
| حتى مضت ثلثة سنيناً | واظهر الرحمن بعد الدينا[17] |

نبی آخرالزمان نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے تحفظ اور رازداری کے لیے دارارقم کو اپنا مرکز بنایا۔ اس زمانے میں مسلمان اپنی عبادت بھی چھپ کر کرتے تھے۔ روایت ہے کہ وہ نماز ادا کرنے کے لیے خاموشی سے پہاڑوں کی گھاٹیوں کی طرف چلے جاتے تھے تاکہ لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم نہ ہو۔ یہ سلسلہ تقریباً تین سال تک جاری رہا، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلام کا پیغام کھلے عام پہنچایا جانے لگا۔

**دارِ ارقم کے انتخاب کے اہم سبب۔**

نبی آخرالزمان نے دارارقم کو چند اہم وجوہات کی بنا پر اس اہم کام کے لیے منتخب فرمایا۔

**پہلی وجہ :**حضرت ارقمؓ کے مسلمان ہونے کا لوگوں کو علم نہیں تھا۔ انہوں نے کم عمری، تقریباً سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا تھا، اس لیے کسی کو ان پر شک نہیں تھا۔

**دوسری وجہ :**حضرت ارقمؓ ایک نوجوان تھے۔ لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ اگر مسلمان کوئی اجتماع یا مشورہ کریں گے تو وہ بڑے اور معروف صحابہؓ کے گھروں میں ہوگا، اس لیے حضرت ارقمؓ کے گھر کی طرف کسی کی توجہ نہیں جاتی تھی۔

**تیسری وجہ :**حضرت ارقمؓ کا تعلق بنو مخزوم قبیلے سے تھا، جو بہادری اور طاقت کے لیے مشہور تھا۔ اس وجہ سے بھی ان کے گھر کو ایک محفوظ جگہ سمجھا جاتا تھا۔

**چوتھی وجہ :**حضرت ارقمؓ کا گھر کوہِ صفا پر ایک نسبتاً الگ اور غیر معروف مقام پر واقع تھا۔ یہ جگہ مخالفین کی نظروں اور ان کی مجلسوں سے دور تھی، جس کی وجہ سے وہاں رازداری کے ساتھ کام کرنا آسان تھا۔ [18]

اس لئے یہ آسانی سے معلوم کرنا مشکل تھا کہ نبی آخرالزمان نے کونسی جگہ اپنی تبلیغ کے لئے مختص کی ہے اور وہ وہاں کسی وقت جمع ہوتے ہیں اور کس وقت منتشر ہوتے ہیں۔

**ہجرت حبشہ اولیٰ و ثانی اور رازداری :**

حضور ﷺ کا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچنا ایک مستقل راز داری کا درس دیتا ہے صرف یہی ہجرت نہیں بلکہ ہجرتِ حبشہ میں بھی اس ضابطے پر عمل کیا گیا۔ نبی آخرالزمان نےجب ہجرتِ حبشہ کا ارادہ فرمایا اس وقت سے خفیہ رکھا گیا یہ مسلمانوں کا پہلا اور خفیہ سفر تھا جس کا کسی کو علم نہیں تھا۔ اس وجہ سے یہ مٹھی بھر مسلمان اللہ تعالیٰ کے مہربانی سے حبشہ کوصحیح و سالم پہنچ گئے۔ کسی بھی کفارقریش کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا تھا کہ مسلمان ہمارے چنگل سے آزاد ہوں گے۔ سید الکونین ﷺ نے امتِ یہ بات عملاً سمجھا دی کہ جب بھی

---

[15] سلامت محمد ہرفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، دار النشر ، ریاض س ۔ ن ، ص 196

[16] عماد الدین خلیل ، ڈاکٹر ، دراسۃ فی السیرۃ ، مؤسسۃ الرسالۃ ، بیروت 1974ء ، ص64

[17] کاندہلوی ، محمد ادریس ، مولانا ، سیرۃ المصطفیٰ ﷺ ، تعلیمی بیرون الحبری دردازہ ، لاہور 1385ھ ، ج1 ، ص127

[18] منیر محمد الغضبان ، المنہج الحرکی ، للسیرۃ النبویہ ، مکتبہ المنار الزرقاء ، اردن 1991ء ، ص48 ۔ 49

اسی طرح اہم سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ کریں تو قریبی اور رازدارساتھی کے علاوہ کسی عام شریک سفر کو نہ بتائیں۔نبی آخرالزمان کو جب پتہ چلا کہ حبشہ کا بادشاہ مبارک سیرت اور نیک نفس عیسائی ہے، اس کی مملکت میں لوگوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے تو نبی آخرالزمان نے مشورہ دیتے ہوئے کہاکہ جس کا جانے کا ارادہ ہو وہ حبشہ چلے جائیں۔ اس مشورہ پر عمل ہوا پہلے پندرہ صحابہ کا قافلہ روانہ ہوا، گیارہ مرد تھے اور چار عورتیں، جب کہ قاضی محمد سلیمان نے لکھا ہے کہ ایک چھوٹا سا قافلہ 12 مرد اور 4 عورتوں کا رات کی تاریکی میں نکلا ۔ [19]

یہ قافلہ جب سمندر کے کنارے پہنچا، توایک جہاز میں نہایت سستے محصول پر جگہ مل گئی، قریش نے قافلے کو روکنے کے لئے ایک لشکردوڑا دی تب تک جہاز روانہ ہو چکا تھا ان حضرات کو حبشہ میں اطمینان میسر آیا تو دوسرے مسلمانوں کو بھی موقع مل گیا۔

مکہ معظمہ سے خفیہ طور سے اتکا ڈکا روانہ ہو کر پہلے ساحلِ سمندر پر جمع ہو گئے اور وہاں سے حبش روانہ ہو گئے اس دوسرے قافلے میں تقریباً تراسی مرد اور 18 عورتیں ٹوٹل 101 افراد تھے۔ [20]

**ابو طالب اور رازداری:**

شعبِ ابی طالب میں محصور مسلمانوں نے ایک طویل عرصے تک صبر، ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کیا۔ ساتھ ہی وہ نبی آخرالزمان کی حفاظت کے لیے بھی ہر وقت چوکس رہتے تھے۔ ان مشکل حالات میں ذرا سی غفلت بھی بڑا نقصان پہنچا سکتی تھی اور دشمنوں کے منصوبوں کو کامیاب بنا سکتی تھی۔

علی بن ابراہیم حلبی تحریر کرتے ہیں کہ ابو طالب سردار عالم ﷺکی حفاظت کے بارے میں بہت محتاط تھے۔ وہ ہر رات آپ ﷺ کو بستر پر سلا دیتے، لیکن جب لوگ سو جاتے تو آپ ﷺ کو وہاں سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ منتقل کر دیتے۔ پھر اپنے بیٹوں میں سے کسی ایک یا کسی اور شخص کو آپ ﷺ کے بستر پر سلا دیتے تاکہ اگر دشمن رات کے وقت کوئی حملہ یا سازش کرے تو نبی آخرالزمان محفوظ رہیں۔ [21]

ابو طالب کو ہمیشہ نبی آخرالزمان کی جان کے بارے میں فکر رہتی تھی۔ اسی وجہ سے جب لوگ اپنے بستروں پر چلے جاتے تو وہ آپ ﷺ سے کہتے کہ آپ اپنے بستر پر آرام کریں۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اگر کوئی دشمن آپ ﷺ کو نقصان پہنچانے کی نیت سے نگرانی کر رہا ہو تو وہ یہی سمجھے کہ آپ ﷺ اسی جگہ سو رہے ہیں۔

پھر جب سب لوگ سو جاتے تو ابو طالب آپ ﷺ کی جگہ بدل دیتے۔ وہ اپنے بیٹوں، بھائیوں یا بھتیجوں میں سے کسی ایک کونبی آخرالزمان کے بستر پر سلا دیتے اور نبی آخرالزمان کو کسی دوسری محفوظ جگہ پر آرام کرنے کے لیے بھیج دیتے۔ اس طرح وہ نبی آخرالزمان کی حفاظت کا خاص اہتمام کرتے تھے۔

**شعب ابی طالب میں رازداری کی عملی مثال:**

نبی آخرالزمان نے ہر اہم موڑ پر رازداری سے کام لیا شعب ابی طالب میں محصور ایام میں بھی راز داری کو مد نظر رکھا گیا ، سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے :

لا یصل لاحد منهم شَيْءٍ مِّنَ الطَّعَامِ إِلَّا سِرًّا .[22]

شعبِ ابی طالب میں محصور مسلمانوں تک کھانے پینے کی چیزیں بہت رازداری سے پہنچائی جاتی تھیں۔

تین سال کے محاصرے کے دوران بنو ہاشم کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ ایسے حالات میں قبیلہ بنو عامر بن لؤی کے ایک شخص، ہشام بن عمرو، نے ان کی مدد کی۔ وہ رات کے اندھیرے میں خفیہ طور پر شعبِ ابی طالب میں غلہ اور دوسری ضروری چیزیں پہنچایا کرتے تھے۔ بعد میں محاصرے کے معاہدے کو ختم کرنے کی کوششوں میں بھی ہشام بن عمرو کا اہم کردار تھا۔ [23]

**بیعت عقبہ اور راز داری:-**

بیعتِ عقبہ رازداری کے حوالے سے موزوں جگہ تھی۔ کیوں کہ "عقبہ" پہاڑوں کے درمیان تنگ جگہ کو کہتے ہیں ۔ مکہ مکرمہ سے منیٰ جاتے اور واپس آتے وقت ایک تنگ پہاڑی راستے سے گزرنا پڑتا تھا جو منیٰ کے مغربی کنارے پر واقع تھا۔ یہ راستہ "عقبہ" کے نام سے معروف تھا۔ ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو جس جمرے پر کنکریاں ماردی جاتی ہیں، وہ اسی راستے کے اختتام پر موجود ہےاسی نسبت سے یہ "جمرۂ عقبہ" کہلاتا ہے اور "جمرۂ کبریٰ" کے نام سے بھی معروف ہے۔ دیگر دو جمرات اس سے کچھ فاصلے پر مشرق کی سمت واقع ہیں۔

[19]محمد سلیمان سلمان ، منصور پوری ، ، قاضی ، رحمۃ اللعالمین ﷺ ، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار لاہور ، س ن ، ج 1 ، ص 65

[20]محمد میاں ، مولانا ، سید ، محمد رسول اللہ ﷺ ( قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں ) ، مکتبہ محمودیہ جامعہ مدینہ کریم پارک لاہور ، 1998ء ، ص286

[21]علی بن برہان ، الحلبی ، السیرۃ الحلبیہ ، دارالمعرفۃ بیروت 1980ء ، ج2 ، ص34

[22]ابو محمد ، عبد الملک بن ہشام ، علامہ مترجم سلیمانی ، محمد احسان الحق ، سیرۃ ابن ہشام ، مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار ، لاہور2007ء ، ص195

[23]محمد بن اسحٰق مدنی ، السیرۃ النبویہ لابن اسحٰق ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت 2004ء ، ص202 - 203

اس لئے منیٰ کا پورا میدان، جہاں حجاجِ کرام قیام پذیر ہوتے ہیں، ان جمرات کے مشرق میں واقع ہے۔، اس لیے لوگوں کی زیادہ تر آمد و رفت اسی سمت رہتی تھی۔ کنکریاں مارنے کے بعد اس طرف لوگوں کا آنا جانا تقریباً ختم ہو جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی،کہنبی آخرالزمان نے بیعت لینے کے لیے اسی مقام کو منتخب فرمایا تھا۔ چونکہ یہ بیعت عقبہ نامی گھاٹی میں ہوئی تھی، اس لیے اسے "بیعتِ عقبہ" کہا جاتا ہے۔ [24]

سلامت ہر فی عملی راز داری کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

وَ هِيَ بَيْعَتِهِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ قَدَّمَ الْمُصْطَفَى ﷺ لِإِتْبَاعِهِ دَرْساً عَمَلِيّاً فِي السِّرِّيَّةِ وَالْكِتْمَانِ عِنْدَ مَا اِشْتَرَطَ عَلَى الْأَنْصَارِ التَّكَتُّمَ عَلَى خَبَرِ اِجْتِمَاعِهِمْ بِهِ وَ زِيَادَةً فِي السِّرِّيَّةِ اِخْتَارَ الثُّلُثَ الْأَخِيْرَ مِنَ اللَّيْلِ مَوْعِدَ اللِّقَاءِ وَ نَجَحَ الْإِجْتِمَاعُ وَ بَدَأَتْ مَرْحَلَةٌ جَدِيْدَةٌ مِنْ حَيَاةِ الدَّعْوَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ۔[25]

"دوسری دفعہ بیعتِ عقبہ کے موقع پر نبی آخرالزمان نے صحابہ  کو راز محفوظ رکھنے کے متعلق عملی درس دیا اس طرح کہ انصار پر لازم کیا کہ اس اجلاس کے راز کو افشا نہ کریں اور راز کو زیادہ محفوظ رکھنے کی خاطر شب کے آخری حصے کو ملاقات کے لئے منتخب فرمایا جس کے نتیجے میں اجتماع کامیاب ہوا اور دعوتِ اسلامی کا ایک نیا مرحلہ شروع ہوا۔"

مکہ مکرمہ پہنچ کر بھی اس منصوبہ کو راز ہی میں رکھا گیا اور راز داری کے ساتھ ہی تاریخ، وقت اور مقام طے کیا گیا۔ گیارہ ذی الحجہ کی رات چاند آدھی مسافت طے کر چکاتھا، اور سب لوگ سو گئے تو طے کردہ خفیہ معاہدہ کے مطابق اسلام پر جان نچاور کرنے والے فرداً فرداً روانہ ہوئے، جس کی تفصیل سیرت ابن ہشام میں یوں مذکور ہیں:

فَنِمْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ مَعَ قَوْمِنَا فِيْ رِحَالِنَا حَتَّى إِذَا مَضَى ثُلُثُ اللَّيْلِ خَرَجْنَا مَعَ رِحَالِنَا لِمِعَادِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ نَتَسَلَّلُ تَسَلُّلَ الْقَطَا مُسْتَخْفِيْنَ، حَتَّى اِجْتَمَعْنَا فِي الشِّعْبِ عِنْدَ الْعَقَبَةِ۔[26]

"ہم اس رات اپنے ساتھیوں کے ساتھ اپنی قیام گاہوں میں سوئے رہے۔ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر گیا تو ہم نبی آخرالزمان سے طے شدہ ملاقات کے لیے خاموشی اور احتیاط کے ساتھ نکلے۔ ہم اس طرح چھپتے ہوئے جا رہے تھے جیسے قطا پرندے آہستگی سے چلتے ہیں، یہاں تک کہ ہم عقبہ کے قریب گھاٹی میں جمع ہو گئے۔"

"آگے سلامت حرفی تحریر کرتے ہیں:

وَبَعْدَ تَعَهُّدِ الْأَنْصَارِ بِالدَّفَاعِ عَنِ الرَّسُوْلِ ﷺ والتَّضْحِيَةِ مِنْ أَجْلِهِ بِالْغَالِيْ وَالنَّفِيْسِ فِيْ بَيْعَةِ الْعَقَبَةِ الثَّانِيَةِ أَوْعَظَ لِأَصْحَابِهِ بِالْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ بِأَقْصَى دَرَجَةٍ مِنَ السِّرِّيَّةِ وَ كَانَتْ تَعْلِيْمَاتُهُ تَنُصُّ عَلَى عَدَمِ السَّمَاحِ بِالْهِجْرَةِ الْجَمَاعِيَّةِ بَلِ الْمَسْمُوْحُ هُوَ التَّسَلُّلُ بِشَكْلٍ فَرْدِيٍّ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ حَتَّى لَا تَفْطَنَ قُرَيْشٌ لَّهُمْ۔ [27]

"بیعتِ عقبہ ثانیہ میں انصار نے نبی آخرالزمان کی حفاظت کرنے اور آپ کے لیے ہر قیمت کی قربانی دینے کا عہد کیا۔ تونبی آخرالزمان نے اپنے صحابہؓ کو انتہائی رازداری کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ نبی آخرالزمان کی ہدایت تھی کہ سب لوگ ایک ساتھ ہجرت نہ کریں، بلکہ الگ الگ اور خاموشی سے مدینہ جائیں تاکہ قریش کو ان کی ہجرت کا پتہ نہ چل سکے۔"

نبی آخرالزمان مکہ مکرمہ میں عقبہ ثانیہ کی بیعت کے موقع پر مدینہ منورہ سے آئے ہوئے ستر مردوں کے ساتھ رات کے وقت بیٹھے بات چیت کر رہے تھے کہ ایک مشرک جو حجاج اور ان کے خیموں کے درمیان پھر رہا تھا اس نے حضور ﷺ کی یہ بات چیت سن لی جو آپ کے اور مدینہ منورہ سے آئے ہوئے مسلمانوں کے درمیان ہو

[24]مبارک پوری ، صفی الرحمٰن ، مولانا ، الرحیق المختوم ، المکتبۃ السلفیہ لاہور ، 1988ء ، ص228

[25]سلامت محمد ہرفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، دار النشررياض ، س ن ، ص197

[26]ابو محمد عبد الملک ابن ہشام ، السیرۃ النبویۃ لابن ہشام تحقیق طہ عبد الرؤف سعد ، دار الجیل بیروت ، س ن ، ج 2 ، ص 63

[27]سلامت محمد ہرفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، ص 197

رہی تھی تو بلند آواز سے اہل مکہ کو پکار کر کہنے لگا کہ "محمد ﷺ بے دین ہو گئے ہیں، ان کے ساتھ بے دین لوگ ہیں جو تمہارے خلاف جنگ کا منصوبہ بنا چکے ہیں۔"

مدینہ منورہ سے آئے ہوئے یہ عقبہ ثانیہ والے مسلمان اپنا راز معلوم ہو جانے سے گھبرائے نہیں بلکہ انہوں نے قریش وغیرہ پر اپنی تلواروں سے حملہ کا ارادہ کر لیا لیکن حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ متفرق ہو کر اپنی اپنی قیام گاہوں کی طرف واپس چلے جائیں کیوں کہ جنگ و قتال کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اجازت نہیں۔ [28]

اگلے برس یعنی ۱۳ نبوی بمطابق ۶۲۲ء اہل یثرب کے پچھتر (۷۵) افراد جب کہ ابن سعد نے ستر (70) تعداد لکھی ہے ۔[29]

عقبہ کے مقام پر ۱۲ ذی الحجہ کی شب کے پردہ سکوت میں آپ ﷺ سے ملے۔ بیعت کی ساری کارروائی رات کے گہرے سکوت میں عقبہ کی گھاٹی میں اختتام کو پہنچی اور کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم اپنا راز مشرکین سے جو ہماری قوم کے تھے ظاہر نہیں کرتے تھے۔ [30]

ان میں دو عورتیں، تیس نوجوان تھے اور باقی ادھیڑ عمر کے لوگ تھے یہ سب اسی گھاٹی میں پہنچے جہاں گزشتہ سال بیعت ہوئی تھی۔ نبی آخرالزمان اور آپ کے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں رونق افروز ہو چکے تھے۔ [31]

اس ساری منصوبہ بندی پر جب غور کیا جائے تو آدمی اس نتیجے پر پہنچ جاتا ہے کہ بیعت میں نبی آخرالزمان کے گفتار و کردار کے حوالے سے راز داری کی افادیت کا منہ بولتا ثبوت موجود ہے کیوں کہ رات کا وقت پھر اس میں سے آخری حصہ کے بعد کا انتخاب، خفیہ طریقے سے چلنا جیسے قطا پرندہ، (قطا پرندہ آہستہ اور خفیہ طریقے سے چلنے میں ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے) بیعت کی ساری کارروائی رات کے گہرے سکوت اور عقبہ کی گھاٹی میں جمع ہونا وغیرہ اس چیز پر دلالت کرتی ہے۔ دوسری طرف راز داری کے حوالے سے اس بیعت کے لیے یہ جگہ مکان و زمان کے لحاظ سے بہت مناسب تھی کیوں کہ حج کا موقع تھا، سارے لوگ اپنی اپنی ضروریات لینے اور کھانے پینے میں مصروف تھے اور نبی آخرالزمان نے راز داری کے ساتھ اپنا پروگرام جاری رکھا۔

**دارالندوہ میں اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشیں:**

دارالندوہ وہ جگہ تھی جہاں مکہ کے سردار اسلام کے خلاف مشورے اور فیصلے کرنے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ جب بھی وہ اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کوئی منصوبہ بناتے، تو سب لوگ یہاں اکٹھے ہو کر باہمی مشورے سے فیصلہ کرتے تھے۔ اس طرح دارالندوہ اسلام مخالف سرگرمیوں کا ایک اہم مرکز بن گیا تھا۔

ہجرت سے پہلے نبی آخرالزمان کے خلاف ایک اہم کارروائی کی منصوبہ بندی بھی دارالندوہ میں کی گئی۔ اس اجلاس کو بہت خفیہ رکھا گیا اور کسی عام شخص کو اس کی خبر نہیں ہونے دی گئی۔ رازداری کا یہ عالم تھا کہ چالیس سال سے کم عمر افراد کو اس مجلس میں شرکت کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ [32]

سلمان منصور پوری کا خیال یہ ہے کہ تدبیر قتل پر غور کرنے کے لئے دارالندوہ میں خفیہ اجلاس ہوا۔ [33]

دارالندوہ میں ہونے والی اس سازش کے متعلق آپ ﷺ کو اپنی ایک پھو پھی نے آکر آگاہ کر دیا جنھوں نے اس سازش کے متعلق اپنے خاوند سے سنا تھا۔ [34]

**ہجرتِ مدینہ منورہ اور راز داری:۔**

عملی اقدام کے لئے جگہ کی تبدیلی ضروری ہوتی ہے اور اس تبدیلی کو راز میں رکھنا مستقبل کے لائحۂ عمل کے لئے نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ میجر عارف محمود حضور ﷺ کی ہجرت کے بارے میں یہی اہم راز بیان فرماتے ہیں:

---

[28] جنرل محمود شیت خطاب، مترجم فیوض الرحمان ، بریگیڈئیر ، (ر) حافظ قاری ، ڈاکٹر ، لشکر نبوی کی تاریخ ، حمزہ فاؤنڈیشن میکلوڈروڈ لاہور ، س ن ، ص 2، 3

[29] محمد بن سعد زہری ، طبقات الکبیر ، مکتبہ الخانجی ، قاہرہ ، مصر 2001ء ، ج 1 ، ص 188

[30] ابو محمد ، عبد الملک بن ہشام ، علامہ مترجم سلیمانی ، محمد احسان الحق ، سیرت ابن ہشام ، مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور ، س ن ، 2007ء، ص248

[31] محمد میاں ، مولانا ، سید ، محمد رسول اللہ ﷺ ، ( قرآن اور تاریخ کے آئینہ میں ) ص 319

[32] ایضاً ، ج1 ، ص24

[33] محمد سلیمان سلمان ، منصورپوری ، قاضی ، رحمۃ اللعالمین ﷺ ، مکتبہ اسلامیہ اردو بازار ، لاہور س ۔ ن ، ج1 ، ص90

[34] Muhammad Hamid Ullah, Muhammad Rasool Ullah , Apex Books Concern 13 Trimley Close Luton 9HJ , England , P 59

یہ اصول ہجرتِ نبوی سے ماخوذ ہے۔ ہجرتِ نبوی ﷺ محض مکہ سے مدینہ روانگی نہ تھی بلکہ اس کا مقصد اسلامی جد و جہد کے لئے موزوں جگہ کی تلاش تھی جسے بعد میں تاریخ نے درست ثابت کیا۔ [35]

حضور ﷺ کی ہجرت بھی رازوں میں سے ایک راز تھا جس کی حقیقت قریش اور تمام لوگوں سے چھپائی گئی تھی۔

وَ كَانَتِ الْهِجْرَةُ النَّبَوِيَّةُ سِرّاً مِنَ الْأَسْرَارِ الَّتِي أُخْفِيَ حَقِيْقَةُ أَمْرِهَا عَنْ قُرَيْشٍ وَالنَّاسِ جَمِيْعاً۔[36]

"آپ ﷺ کی ہجرت رازوں میں ایک راز تھا جس کی حقیقت کو قریش اور باقی تمام لوگوں سے خفیہ رکھا گیا۔"

نبی آخرالزمان رات کو حضرت ابو بکر  کے گھر پہنچے تو وہ سمجھ گئے کہ کسی خاص مقصد کے لئے جانا ہے سید الکونین ﷺ نے فرمایا یہاں ہمارے پاس کوئی بھی نہ ہو ضروری بات کرنی ہے (وَ طَلَبَ الْخُلْوَةَ)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے کہ صرف میرے دو بیٹے ہیں۔ [37]

دونوں محب و محبوب رات کی تاریکی میں کاشانۂ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکلتے ہیں۔

فَخَرَ جَا مِنْ خَوْخَةٍ لِأَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ظَهْرِ بَيْتِهٖ ثُمَّ عَمَدَا إِلَى غَارٍ ثَوْرٍ۔ [38]

"پھر دونوں گھر کی پشت کی کھڑکی سے باہر نکلے اور غارِ ثور کی طرف روانہ ہوئے۔"

سفرِ ہجرت سے بھی راز داری کا بہت اہم سبق ملتا ہے جب پیغمبر ﷺ مدینہ منورہ ہجرت فرما رہے تھے تو اس طریقے سے ہجرت کی کہ جانے کا راز بالکل محفوظ تھا۔

وَ عِنْدَ مَا قَرَّرَ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ الْحَاقَ بِأَتْبَاعِهٖ فِي الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ نَجِدُهُ يَأْخُذُ بِكُلِّ الْأَسْبَابِ الَّتِيْ تَكْفُلُ خُرُوْجَهُ مِنْ مَّكَّةَ دُوْنَ عِلْمِ قُرَيْشٍ۔[39]

"نبی آخرالزمان نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام سے جا ملنے کا ارادہ فرمایا تو ہمیں یقین تھا کہ آپ ﷺ وہی تمام اسباب اپنائیں گے جن کی مدد سے آپ ﷺ قریش سے خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے نکل سکیں۔"

ہجرت کے دوران دشمن کے تعاقب کے خیال سے مدینہ طیبہ کے مانوس راستہ کو چھوڑ کر (جو شمال کی جانب تھی) جنوب کی راہ اختیار فرمائی۔ (حالاں کہ آپ ﷺ کا مکان مکہ کے شمالی محلہ میں تھا) اس لئے ان لوگوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ کو (جنوبی سمت سے) داخل ہونے والا راستہ اختیار کیا جو صرف وادیوں، گھاٹیوں اور لاوا کے سیاہ پتھروں سے گزرتا ہے۔ اس لئے دشوار گزار بھی ہے اور اس زمانہ میں شاذ و نادر ہی اختیار کیا جاتا تھا جب کہ کاروانی راستہ ذوالحلیفہ سے وادی العقیق سے ہوتا ہوا شمال کی جانب وادیِ قناۃ کے سنگم تک جا کر مدینہ جانے کے لئے پھر جنوب کی طرف مڑتا تھا اور نرم ریت پر مشتمل ہونے کے باعث اونٹوں کو بھی پسند تھا لیکن یہ راستہ غیر مانوس تھا اس لئے ایک راہبر رکھنا پڑا جو آگے آگے بتاتا چلتا تھا۔ [40]

محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں:

مکہ مکرمہ سے ہجرت کا پروگرام بڑی راز داری سے طے پایا۔ اب دریافت طلب بات یہ ہے کہ اس راز سے حضرت ابو بکر کو کس نے آگاہ کر دیا تھا؟ یا نبی آخرالزمان نے آگاہ کیا ہو گا یا حضرت علی مرتضیٰ نے۔ اگر نبی آخرالزمان نے آگاہ فرمایا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ نبی آخرالزمان کو حضرت ابوبکر پر کامل اعتماد تھا۔ ورنہ اپنے دشمن کو ایسے رازوں سے آگاہ کرنا قطعاً قرینِ دانش مندی نہیں۔ اور اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگاہ کیا تو ماننا پڑے گا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی صدیقِ اکبر کے صدق و وفا پر پورا بھروسہ تھا اس لئے آگاہ کیا اگر ان کو منافق سمجھتے ہوئے (العیاذ باللہ) آگاہ کیا تو پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفاداری بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ نے اس راز کو افشا کر کے نبی آخرالزمان کو مشکلات میں ڈالنے کرنے کا آغاز کر دیا اور اس لایعنی بات کو کوئی ایمان دار قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان وہ ایمان ہے جس پر خدا کو،

---

[35]ہفت روزہ "ہلال" ، سیرت النبی خصوصی اشاعت ، جی ایچ کیو ، راولپنڈی مارچ 2007ء ، ص42

[36]الانصاری ، عبد القدوس ، طریق الہجرۃ النبویہ ، بمطابع الروضۃ ، بجدہ 1987ء ، ص23

[37]ابو محمد ، عبد الملک بن ہشام ، علامہ مترجم سلیمانی ، ، محمد احسان الحق ، سیرت ابن ہشام ، ص 273

[38]ابو محمد ، عبد الملک بن ہشام ، السیرۃ النبویہ لابن ہشام ، احیاء التراث العربی بیروت ، س ن ، ج 2 ، ص 130

[39]سلامت محمد ہرفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، ص 197

[40]ندوی ، شاہ معین الدین ، مولانا ، سیر صحابہ ، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور ، س ن ، ج 1 ، ص 26

رسول خدا کو اور شیرِ خدا کو مکمل اعتماد ہے۔ اس لئے ان کو اس راز سے آگاہ بھی کیا گیا اور شریکِ سفر ہونے کی سعادت بھی فرمائی گئی۔ [41]

**ہجرت وآل صدیق اور راز داری:۔**

تین دن اور تین راتیں جب مکہ معظمہ کے سارے مردار دگرد کے راستوں، پہاڑوں اور وادیوں میں نبی آخرالزمان اور حضرت ابو بکر کو تلاش کرتے پھر رہے تھے، بہن بھائی نے بہت دانائی اور ہوشیاری سے نبی آخرالزمان اور حضرت ابو بکر سے رابطہ قائم رکھاہوا تھا۔ وہ انہیں ضروریاتِ زندگی اور خبریں پہنچاتے رہتے تھے۔ انہوں نے ہی اس سفر کا انتظام کیا تھا اور کسی کو شبہ تک نہ ہونے دیا تھا۔[42]

حضرت ابو بکر اور نبی آخرالزمان جب جا رہے تھے تو حضرت ابو بکر نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ کو دو کاموں پر اس وقت مامور کیا تھا پہلا کام یہ کہ غارِ ثور تک کھانا پہنچانا اور دوسرا کام یہ تھا کہ قریش کی خبریں لے آنا۔[43]

ابنِ ہشام نے لکھا ہے:

فَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ يَكُوْنُ فِيْ قُرَيْشٍ نَهَارَهُ مَعَهُمْ يَسْمَعُ مَا يَأْتَمِرُوْنَ بِهِ ، وَ مَا يَقُوْلُوْنَ فِيْ شَأْنِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ يَأْتِيْهِمَا إِذْ أَمْسَى فَيُخْبِرُ هُمَا الْخَبَرَ۔[44]

"حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم کے مطابق مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ دن گزارتے اور نبی آخرالزمان اور ابو بکر کے متعلق جو مشورے کرتے یا کچھ کہتے وہ سنتے اور شام کے وقت غار کو آتے اور قریش کے تاثرات سے مطلع کر دیتے"۔

اسی طرح اپنے غلام عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن فہیرہ کو یہ ذمہ داری سونپی تھی کہ وہ مکہ کے اردگرد بکریاں چراتے اور رات کو انہیں غار کے قریب لے آتے تھے۔ ---- اور یہ تمام کارروائی اس احتیاط سے عمل میں آئی تھی کہ قریش کو ذرہ برابر بھی شبہ نہ ہوا۔ [45]

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی راز دار عورت تھیں۔ ہجرتِ مدینہ منورہ سے جس وقت نبی آخرالزمان اور حضرت ابو بکر نکلے تو ابو جہل وغیرہ قریش کے لوگ آئے پوچھا: تمہارے

---

[41] الازہری ، کرم شاہ ، مولانا ، پیر ، ضیاء النبی ﷺ ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور ، 1998ء ، ص 23 ، 25

[42] محمد رفیق ڈوگر ، الامین ﷺ ، دید شنید پبلشرلاہور ، 2000ء ، ج1 ، ص 568

[43] عفت وصال حمزہ ، نساء رائدات ، دار ابن حزم بیروت ، 1997ء ، ج 1 ، ص 26

[44] ابو فدا ، محمد بن کثیر ، حافظ ، علامہ ، البدایہ والنہایہ ، مطبعہ السعادۃ ، مصر 1932ء ، ج 3 ، ص179

[45] ندوی ، شاہ معین الدین ، مولانا ، سیر صحابہ ، ج 1 ، ص 28

ابو کہاں ہیں؟ جواب دیا مجھے پتا نہیں پھر غصہ ہو کر پوچھا تو جواب وہی ملا اس نے غصہ ہو کر ان کے رخسار پر ایک طمانچہ رسید کیا اور چلا گیا لیکن اس اللہ کی بندی نے راز کو فاش نہیں ہونے دیا۔ 46

شروع میں ان کو پتا نہیں تھا بعد میں بعض قرائن سے پتا چلا کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں اگر پہلے سے پتا ہوتا اور پھر بھی نہ بتاتے تو بھی یہ نا جائز نہیں ہے "کیوں کہ ظالم کی ایذا سے مظلوم کو بچانے کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہے"۔ 47

عورت ذات ہونے کے باوجود ان کی کارکردگی اُمت کی عورتوں کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہے یعنی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمل میں اپنی ہم جنسوں کے لئے قربانی دینے اور اقتدا کی ایک عظیم مثال قائم کرنے والی ہیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتا ہے:

وَ كَانَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ تَأْتِيْهِمَا مِنَ الطَّعَامِ إِذَا أَمْسَتْ بِمَا يُصْلِحُهُمَا۔ 48

"حضرت ابو بکر صدیق  کی بیٹی حضرت اسماء  عنہا شام کے وقت دونوں کے لئے کھانے کا سامان اس طرح لے جاتیں کہ قریش کو کوئی خبر نہ ہوتی تھی"۔

آلِ صدیق کا غلام بھی راز داری میں کسی سے کم نہیں تھا سلامت محمد حرفی اس کے بارے میں لکھتا ہے:

وَ أَمَّا عَبْدُ اللهِ بْنُ أُرَيْقِطٍ فَقَدْ أَخْلَصَ لِلرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ رَغْمَ شِرْكِهِ فَكَتَمَ أَسْرَارَ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلَى الرَّغْمِ مِنَ الْجَائِزَةِ الضَّخْمَةِ الَّتِيْ وَضَعَتْهَا قُرَيْشٌ لِمَنْ يَأْتِيْهَا بِالرَّسُوْلِ حَيّاً أَوْ مَيِّتاً فَسَلَكَ بِهِمْ أَسْلَمَ الطُّرُقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ الْمُنَوَّرَةِ بَعْدَ مَا نُقِلَ إِلَيْهِ جِهَازُ مُخَابَرَاتِ الْمُصْطَفَى ﷺ بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ بِأَنَّ قُرَيْشاً كَفَّتْ عَنِ الْمُطَارَدَةِ۔ 49

"پس عبد اللہ بن اریقط نے مشرک ہونے کے باوجود پیغمبر ﷺ کے ساتھ اخلاص کا مظاہرہ کر کے مہاجرین کے راز کو چھپائے رکھا، با وجود یہ کہ قریش نے بھاری انعام کا اعلان کیا تھا (جو سو اونٹ تھے) اس شخص کے لئے جو پیغمبر ﷺ کو زندہ یا مردہ حاضر کرے لیکن پھر بھی عبد اللہ بن اریقط نے مہاجرین کو صحیح و سالم طریقے سے مدینہ منورہ پہنچا دیا یہ اس وقت جب آپ ﷺ کے استخباراتی ذرائع نے تین دن بعد یہ خبر پہنچا دی کہ قریش نے نبی آخرالزمان پر حملہ کا ارادہ ترک کر لیا۔"

حضرت ابو بکر کے خاندان کے تمام افراد اتنے مخلص اور قابلِ اعتماد تھے کہ کسی نے یہ راز فاش نہیں کیا اور بہت زیادہ لالچ دلوانے کی وجہ سے بھی ان کے قدم نہ ڈگمگائے اور ثابت قدمی سے راز کی حفاظت کی۔ مشرکینِ مکہ کے حضور ﷺ کو شہید کرنے کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

**خلاصة البحث :**

درج بالا بحث کا محقق کے سامنے درج ذیل خلاصہ سامنے آتا ہے ۔

اسلام کے ابتدائی دور میں قریش کی شدید مخالفت اور ظلم و ستم کی وجہ سے نبی آخرالزمان نے دعوتی سرگرمیوں میں رازداری اختیار فرمائی۔ اس حکمتِ عملی کے ذریعے مسلمانوں کو محفوظ ماحول میں اسلام سیکھنے اور اس پر عمل کرنے کا موقع ملا، جبکہ دعوتِ اسلام بھی بغیر بڑی رکاوٹ کے آگے بڑھتی رہی۔

نبی آخرالزمان اور صحابۂ کرامؓ اہم دعوتی اور اجتماعی معاملات کو مخفی رکھتے تھے۔ اس احتیاط کا مقصد مسلمانوں کی حفاظت، اتحاد اور تنظیم کو برقرار رکھنا تھا تاکہ دشمن ان کے منصوبوں اور سرگرمیوں سے آگاہ نہ ہو سکے۔

اسلامی جماعت کے تحفظ کے لیے مخالفین کی سرگرمیوں اور سازشوں پر نظر رکھی جاتی تھی۔ دشمن کے منصوبوں کی بروقت معلومات حاصل کرنے سے مسلمانوں کو ممکنہ خطرات سے بچنے اور مناسب تدابیر اختیار کرنے کا موقع ملتا تھا۔

مکی دور کے ابتدائی تین سالوں میں دعوتِ اسلام زیادہ تر خفیہ انداز میں جاری رہی۔ اس عرصے میں نو مسلموں کی تعلیمی و تربیتی امور کی طرف خصوصی توجہ دلائی گئی، جس کے نتیجے میں ایک مضبوط، باکردار اور نظریاتی طور پر مستحکم جماعت تیار ہوئی۔

دار ارقمؓ مسلمانوں کا پہلا باقاعدہ خفیہ دعوتی اور تربیتی مرکز تھا۔ یہاں نبی آخرالزمان قرآنِ کریم کی تعلیم دیتے، صحابۂ کرامؓ کی تربیت فرماتے اور دعوتی امور کی منصوبہ بندی کرتے تھے، جس سے اسلامی تحریک کو استحکام حاصل ہوا۔

---

46ابو فدا ، محمد بن کثیر ، حافظ ، علامہ ، البدایہ والنہایہ ، مکتبہ المعارف ، بیروت 1960ء ، ص79

47ابن عابدین ، محمد امین ، ردالمختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار ، فروع کتاب الخطر والاباحۃ ، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ، س ن ، ج 6 ، ص 427

48ابو فدا ، محمد بن کثیر ، حافظ ، علامہ ، البدایہ والنہایہ ، مطبعہ السعادۃ ، مصر 1932ء ، ج 3 ، ص 179

49سلامت محمد برفی ، المخابرات فی الدولۃ الاسلامیہ ، ص 32

دارِ ارقمؓ کو اس لیے منتخب کیا گیا کیونکہ یہ نسبتاً محفوظ اور کم معروف مقام پر واقع تھا۔ حضرت ارقمؓ کی کم عمری اور گھر کا مناسب محلِ وقوع قریش کی توجہ سے بچنے میں مددگار ثابت ہوا، جس سے خفیہ اجتماعات آسانی سے منعقد ہوتے رہے۔

ابو طالب اگرچہ مسلمان نہیں ہوئے تھے، لیکن انہوں نے نبی آخرالزمان کی بھرپور حمایت اور حفاظت کی۔ ان کی سرپرستی اور محتاط رویے نے قریش کی بہت سی سازشوں کو ناکام بنایا اور دعوتِ اسلام کے لیے نسبتاً محفوظ ماحول فراہم کیا۔

دارالندوہ قریش کی مشاورتی مجلس تھی جہاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مختلف منصوبے بنائے جاتے تھے۔ معاشی بائیکاٹ، سماجی دباؤ، تشدد اور نبی آخرالزمان کے قتل کی سازش جیسے اقدامات اسی مجلس میں طے کیے گئے تھے۔

شعبِ ابی طالب کے تین سالہ محاصرے کے دوران مسلمانوں اور بنو ہاشم نے صبر، اتحاد اور رازداری کا بہترین مظاہرہ کیا۔ خوراک اور ضروری سامان کی فراہمی، باہمی تعاون اور دشمن کی نگرانی جیسے معاملات میں احتیاط برتی گئی، جس سے سخت حالات کے باوجود ان کی استقامت برقراررہی۔

جب قریش نے نبی آخرالزمان کے خلاف سازش کرنے کے لیے دار الندوہ میں خفیہ اجلاس کیا تو اس منصوبے کو انتہائی راز میں رکھا گیا۔ اور نبی آخرالزمان کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا ۔اللہ جل جلالہ نے اس منصوبے سے نبی آخر الزمان کو آگاہ کیا ۔

نبی آخرالزمان نے ہجرت کے موقع پر مکمل رازداری اختیار کی۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ روانہ ہوئے، تین دن غار ثور میں قیام کیا، اور مدینہ جانے کے عام راستے کے بجائے غیر معروف راستہ اختیار کیا گیا ۔ نبی آخرالزمان نے ہجرت کے دوران دانشمندی، منصوبہ بندی اور رازداری سے دشمن کے منصوبے کو ناکام بنایا۔

**نتائج البحث:**

درج بالا تحقیق کے نتیجے میں محقق کے سامنے درج ذیل نتائج سامنے آئیے۔

1۔اسلام کے ابتدائی دور میں خفیہ تبلیغ نے مسلمانوں کو تربیت اور تنظیم کا موقع فراہم کیا۔

2۔دار ارقم کا انتخاب دعوتِ اسلام کے لیے ایک محفوظ اور دانشمندانہ حکمتِ عملی ثابت ہوا۔

3۔ہجرت حبشہ اولیٰ و ثانی سے پتہ چلتا ہے کہ دین کی حفاظت کے لیے ہجرت جائز اور بعض اوقات ضروری ہوتی ہے۔

4۔شعب ابی طالب کے بائیکاٹ نے مسلمانوں کے صبر، استقامت اور قربانی کے جذبے کو مضبوط کیا۔

5۔بیعت عقبہ اولیٰ و ثانی نے مدینہ میں اسلامی دعوت کی بنیاد مضبوط کی اور اسلامی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کی۔

6۔دار الندوہ کی سازش قریش کی اسلام دشمنی کو ظاہر کرتی ہے، لیکن اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی آخرالزمان کو امان میں رکھا۔

7۔ہجرتِ مدینہ کامیاب منصوبہ بندی، رازداری، توکل اور حکمتِ عملی کی بہترین مثال ہے۔

یہ تمام واقعات ثابت کرتی ہے کہ دعوتِ دین میں صبر، تدبر، رازداری اور قربانی بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے نیک بندوں کی مدد فرماتا ہے اور مخالفین کی سازشوں کو ناکام بنا دیتا ہے۔ ان واقعات نے اسلامی معاشرے اور ریاست کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا اور اسلام کے فروغ کا ذریعہ بنے۔

**تجاویز و سفارشات**

1۔دعوتِ دین اور اجتماعی کاموں میں حکمت، صبر اور رازداری کو اختیار کیا جائے۔

2۔مشکل حالات میں نبی آخر الزمان کی زندگی سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جائے۔

3۔نوجوان نسل کو خفیہ تبلیغ، ہجرتِ حبشہ، شعبِ ابی طالب اور ہجرتِ مدینہ کے اسباق سے آگاہ کیا جائے۔

4۔دینی و سماجی مقاصد کے حصول کے لیے مؤثر منصوبہ بندی اور باہمی مشاورت کو فروغ دیا جائے۔

5۔قربانی، ایثار اور اخوت کے جذبے کو اپنی عملی زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

6۔اختلافات اور مشکلات کا سامنا صبر، تحمل اور دانشمندی سے کیا جائے۔

7۔تعلیمی اداروں میں نبی آخرالزمان کی زندگی کے ان اہم واقعات پر تحقیقی اور تربیتی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جائے۔

8۔اللہ تعالیٰ پر کامل توکل کے ساتھ جائز اسباب اور بہترین حکمتِ عملی اختیار کی جائے۔

9۔مسلمانوں کے درمیان اتحاد، تعاون اور باہمی اعتماد کو مضبوط بنانے کی کوشش کی جائے۔

10۔نبی آخرالزمان کی زندگی کے ان واقعات کو موجودہ زندگی کے مسائل کے حل اور کردار سازی کے لیے عملی نمونہ بنایا جائے۔